خُطبات

حکیم العصر

۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکیم العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید دامت برکاتہم العالیہ کے

علمی خطبات کا حسین مجموعہ

خطبات حکیم العصر

جلد چہارم

مکتبہ شیخ لدھیانوی

باب العلوم کہروڑ پکا ضلع لودھراں

ضابطہ

نام کتاب: .... خطبات حکیم العصر (جلد چہارم)

خطیب:............... حکیم العصر حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی مدظلہ

اہتمام: .... استاد العلماء مولانا مفتی ظفر اقبال مدظلہ

ترتیب:............... مولانا محمد عمران

تخریج: .... ایضاً

تصحیح: .... مولانا مفتی محمد عارف

ضخامت: .... **298** صفحات

تعداد 1100

اشاعت اول: .... جنوری 2007

قیمت: .... 200 روپے

واحد تقسیم کنندگان

مکتبہ شیخ لدھیانوی باب العلوم کہروڑ پکا ضلع لودھراں

فون: 0300-6804071

برائے رابطہ مولانا اقبال صاحب 0306-4181660

مولانا شریف صاحب 0300-7807639

نے دیکھ لیا ہے اور واقعۃً مسلمانوں کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ بس ہر وقت دنیا اکٹھی کرنے اور دنیا کمانے میں لگے ہوئے تھے اور بس یہی نظریہ تھا دنیا اکٹھی کرو' معیار زندگی اونچا کرو۔ اچھا لباس' اچھی رہائش ہونی چاہئے اچھی خوراک ہونی چاہئے' آرام کی زندگی ہونی چاہئے اور یہ سبق اس طرح سے پڑھنا شروع کیا کہ دنیا کی محبت اور موت کا خوف انسان پر مسلط ہوگیا۔

تبدیلی حالات اور علامات قیامت

ا۔ دخان مبین

اب پھر حالات پلٹ رہے ہیں اور قیامت کی علامات میں سرور کائنات ﷺ نے اس کی نشاندہی کی ہے قرآن کریم کی جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **یوم تاتی السماء بدخان مبین۔ یغشی الناس هذا عذاب الیم۔**

اس دن کو یاد کرو جس دن آسمان بہت کھلا دھواں لائے گا اور وہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔

دخان مبین کے بارے میں عبداللہ بن مسعودؓ کی تحقیق

اس آیت میں جس دھویں کا ذکر ہے وہ آچکا ہے بخاری کتاب التفسیر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

یہ کب آچکا ہے؟ تو وہ فرماتے ہیں کہ مشرکین مکہ نے جس وقت سرور کائنات ﷺ کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت ستایا تو آپ ﷺ نے ان مشرکین کے لئے بد دعا کی "اے اللہ ان پر اپنی پکڑ سخت کردے اور اس پکڑ کو ایسا بنادے جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصر کے اوپر سات سال قحط کے آئے تھے۔"

واجعلها علیهم سنین کسنی یوسف

یوسف علیہ السلام کے سالوں جیسے سال ان پر مسلط کر دے جیسے یوسف علیہ السلام کے دور میں سات سال قحط آیا تھا قحط کے سال ان پر بھی مسلط کر دے۔ ان کو رزق کی تنگی میں مبتلا کر دے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کے لئے بددعا کی تھی۔ اس بددعا کے نتیجہ میں مکہ میں قحط آ گیا۔ بارش نہیں ہوئی' اردگرد سے تجارت ختم ہوگئی۔ بھوکے مرنے لگے' جب کھانے پینے کو کچھ نہ ہو تو پھر دماغ میں بھی خشکی آتی ہے' اور جب بارش نہ ہو تو زمین سے گرد و غبار بھی اڑتا ہے۔ کیونکہ جب آسمان سے بارش ہوتی ہے تو زمین کا گرد و غبار دبتا ہے۔ ورنہ گرد و غبار زیادہ اڑتا ہے۔ ایک تو گرد و غبار کی وجہ سے فضاء آلودہ ہوگئی اور دوسرا دماغ کے اندر خشکی ہونے کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے فضا دھواں دار ہوگئی ہے۔ اس طرح سے یہ لوگ سخت عذاب کے اندر مبتلا ہوگئے تھے۔ (بخاری ص ۱۱۰/۱ مسلم ص ۳۷۲/۱)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دخان مبین سے مراد یہی گرد و غبار والا دھواں ہے جو اس قحط کے نتیجہ میں مشرکین مکہ پر مسلط کر دیا گیا تھا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس پر مصر تھے کہ اس ''دخان مبین'' کا مصداق یہی ہے۔ (بخاری ص ۷۰۳/۲ مسلم ص ۳۷۲/۲)

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تحقیق تھی یہ اپنی جگہ ٹھیک' لیکن ہم جس وقت حدیث شریف کا مطالعہ کرتے ہیں تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے روایات کے اندر بھی دخان کا ذکر علامات قیامت میں کیا ہے اور اس کے علاوہ دوسری علامات قیامت مثلاً خروج دجال' دابۃ الارض' یاجوج ماجوج ان سب کا اکٹھا ذکر کیا ہے کہ قرب قیامت میں سارے واقعات پیش آئیں گے۔

دخان کا واقعہ پیش آئے گا......

دابۃ الارض کا واقعہ پیش آئے گا......

خروج دجال کا واقعہ پیش آئے گا......

یہ سارے واقعات حضور ﷺ نے ایک ہی فہرست میں بیان فرمائے ہیں جس سے تبادرًا معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دخان قیامت کے قریب ہوگا۔

دخانِ مبین کے متعلق آیات و روایات میں تطبیق

اس لئے آیت اور روایات کو یوں مطابقت دی جاسکتی ہے کہ قرآن کریم میں جس دخان کا ذکر ہے وہ ہو چکا۔ لیکن حضور ﷺ نے جس دخان کا ذکر علامات قیامت میں فرمایا ہے وہ ابھی ہوگا۔ اور قرب قیامت میں یہ پیش آجائے گا۔ اور وہ کیا ہوگا وہ جب ہوگا تو پتہ چلے گا اور اس کی صحیح مراد اس وقت متعین کی جاسکے گی جس وقت واقعہ پیش آئے گا۔ جیسے کہ بہت سی روایات ایسی ہیں کہ جن کو قبل از وقت لوگوں نے اپنی قوت ایمانی کے ساتھ مانا کہ ایسا ہوگا لیکن جس وقت واقعہ پیش آجائے تو اس وقت ایک روشنی مہیا ہوجاتی ہے۔

۲۔ چابک اور تسمے کا بولنا

مثلاً ایک حدیث میں آتا ہے۔ **لا تقوم الساعة حتىٰ تكلم الرجل عذبة سوطه**

سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے قریب آکر انسان کا چابک اس سے باتیں کرے گا چابک وہ ڈنڈا ہے جس کے ساتھ انسان جانور وغیرہ کو پکڑتا ہے۔ جوتی کا تسمہ باتیں کرے گا اب یہ بات ایسی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمائی صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ٹھیک ہے قیامت کے قریب ایسا ہوگا اس پر ایمان لے آئے۔ (ترمذی ص ۴۱/۲)

تسمے کا مصداق

اب جب زمانہ قیامت کے قریب آگیا تو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اب اس کا مصداق متعین کرنا آسان ہوگیا۔ اگر حضور ﷺ اس وقت فرماتے کہ ایک ٹیپ

ریکارڈ ہوگی اور اس کے اندر ایک ایسا تسمہ چلے گا جیسے کہ جوتی کا تسمہ ہوگا اور وہ باتیں کرے گا تو نہ اس وقت کسی کو ٹیپ ریکارڈ سمجھ میں آتا' نہ کیسٹ سمجھ میں آتی۔ اس وقت اس کی تعبیر تسمہ سے ہی کی جاسکتی تھی۔ اور یہ سارے تسمے آج باتیں کر رہے ہیں۔ اگر اس روایت کا مصداق اس کو بنایا جائے تو یہ قریب الیٰ الفہم کے لئے ایک مثال ہے۔ لیکن ہم اس سے آگے ایمان رکھتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ اس کے بعد کوئی اور صورت پیدا ہوجائے اور یہی جوتے کا تسمہ بولنے لگ جائے تو یہ کوئی بعید بات نہیں ہے لیکن ان تسموں کے بولنے کے ساتھ ایک مثال سامنے آگئی۔

چابک کا مصداق

اسی طرح سعودی عرب میں پولیس والوں کے ہاتھ میں وائرلیس ہوتا ہے چھوٹا اس کو پکڑنے کا مٹھا ہوتا ہے اور اس پر لمبی ساری ایریل ہوتی ہے جب ہاتھ میں پکڑا ہوا ہو تو ایسے لگتا ہے جیسے گدھے گھوڑے کے ہانکنے کے لئے چابک ہے اور وہ سارے اسی کے ذریعہ سے باتیں کر رہے ہیں یہ قریب الیٰ الفہم کے لئے مثال دے رہا ہوں کہ دنیا کس طرح سے ان واقعات کو نمایاں کرتی جارہی ہے کہ چابک کی شکل کی چیز ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہے اور باتیں کر رہے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔

عن عبداللّٰہ بن عباسؓ قال انخسفت الشمس علٰی عھد رسول اللّٰہ ﷺ فصلّٰی رسول اللّٰہ ﷺ والناس معہ فقام قیاماً طویلاً نحوا من قراءۃ سورۃ البقرۃ۔ (بخاری ص۱۴۳)

سرور کائنات ﷺ نے نماز پڑھائی۔ یہ نماز صلوٰۃ کسوف ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نماز پڑھاتے ہوئے کچھ آگے بڑھے جیسے کسی چیز کو لینے لگے ہیں۔ اور پھر پیچھے ہٹے جیسے کسی چیز سے بچتے ہیں یہ کیفیت آپ ﷺ کی نماز میں

ہوئی۔ تو آپ ﷺ سے نماز سے فارغ ہونے کے بعد صحابہ نے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد کے سامنے والی دیوار پر اللہ نے مجھے جنت دکھائی یہ وہ وقت ہے جب میں شوق کے ساتھ آگے کو بڑھا تو مجھے جنت کے میوے اور دوسری سب چیزیں نظر آئیں اور وہ چیزیں اتنی نمایاں تھیں کہ اگر میں آگے ہاتھ بڑھاتا تو کوئی چیز اس میں سے توڑ لیتا۔ اور جب میں پیچھے ہٹا یہ وہ وقت تھا جب اللہ نے مجھے اس دیوار پر جہنم دکھائی اس لئے میں نے آج کے دن جیسا خیر اور شر کسی دن میں نہیں دیکھا جب جنت سامنے آئی تو خیر ہی خیر دیکھا اور جب جہنم سامنے آئی تو شر ہی شر دیکھا۔

اب اتنی سی دیوار پر وہ جنت دکھا دی جس کے بارے میں قرآن کریم میں آتا ہے کہ اس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس بات کو مانا اور کسی کو اس میں کوئی تردد نہیں ہوا لیکن آج ہمارے سامنے یہ حقیقت نمایاں ہوگئی کہ بڑے بڑے پہاڑ، بڑے بڑے شہر ٹی وی کی چھوٹی سی سکرین پر دکھا دیئے جاتے ہیں۔ اور دیکھنے والا ایسے دیکھتا ہے جیسے پورا پہاڑ دیکھ رہا ہوں اور پورا سمندر دیکھ رہا ہوں، جہاز اڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ تو اتنی بڑی چیز چھوٹی سی سکرین پر دکھا دی جاتی ہے۔

دخان مبین کے متعلق مولانا مناظر احسن گیلانی کی رائے

اس لئے اس دنیا کے آخر میں ایک دھواں دار فضا ہوجائے گی اور ایک دھواں ہوگا جو بہت تکلیف کا باعث ہوگا۔ یہ دھواں کب ہوگا؟ کیسے ہوگا؟ وقت آئے گا تو پتہ چلے گا لیکن ہمارے حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ بہت بڑے آدمی گزرے ہیں۔ فاضل دیوبند تھے اور حیدرآباد دکن میں اسلامیات کے پروفیسر تھے۔ ان کو روایات میں سے نئی نئی باتیں نکالنے کی عادت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ زمانے کی طرف دیکھتے ہوئے اس دھویں کا کچھ تصور کیا جاسکتا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ یہ دھواں کسی عالمگیر جنگ کی طرف اشارہ ہے کہ جب جنگ ہوگی آتش و آہن کی بارش ہوگی ایٹمی جنگ ہوگی تو

پوری دنیا گردوغبار اور دھویں کی لپیٹ میں آ جائے گی۔ اور وہ ایک بڑا عذاب ہوگا۔ اور یہ ہوگا قیامت کے قریب! تو علی الاحتمال ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ عالمی حالات پر نظر کرتے ہوئے اب اس کے آثار پیدا ہو رہے ہیں کیونکہ جہاں پر جنگ ہوتی ہے وہاں پر فضاء اس طرح دھواں دھار ہوجاتی ہے اور جب یہ جنگ عالمی ہوجائے گی تو اس کے اثرات پوری دنیا پر آ جائیں گے۔

۴۔ ملحمہ عظمٰی

چنانچہ حدیث شریف میں علامات قیامت میں سے ایک علامت ''ملحمہ عظمٰی'' کا تذکرہ آتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔

عن عبداللہ بن مسعود ؓ قال ان الساعۃ لا تقوم حتی لا یقسم میراث ولا یفرح بغنیمۃ الخ

(مشکوٰۃ باب السلام ج۲ ص۴۶۷ مسلم ص۳۹۲/۲)

کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک یہ حالات نہ ہوجائیں کہ نہ مال غنیمت پر خوشی ہوگی اور نہ میراث تقسیم ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حالات اس طرح ہوجائیں گے کہ اتنی طویل اور محیط جنگ ہوگی اور اتنا بڑا میدان جنگ ہوگا کہ ایک جانور پیدا ہوتے ہی اس کے ایک سرے سے اڑنا شروع کریگا تو میدان جنگ کے دورے سرے پر پہنچنے سے پہلے مرجائے گا۔ اس قدر لمبا میدان جنگ ہوگا۔ اب اس زمانے میں یہ بات سمجھ میں نہیں آ سکتی تھی۔ وہاں پر تو بڑی سے بڑی جنگ مختصر سے میدان میں ہوجاتی تھی۔ کیونکہ لڑائی دست بدست ہوتی تھی۔ سعودی عرب میں جا کر دیکھیں تو بدر و احد کے میدان مختصر سے ہیں۔ اس وقت اس قدر لمبے محاذ کا سمجھنا بہت مشکل تھا۔ انڈیا سے جب ہماری جنگ چھڑتی تھی کراچی سے لے کر کشمیر تک محاذ ہوتا تھا اور یہ تقریباً ۱۴۰۰ سو کلومیٹر بنتا ہے اور جب پوری دنیا میدان جنگ بن

تمہید

گزشتہ بیان میں دجال اکبر کا ذکر تفصیل سے کیا تھا اس بیان کے ختم ہونے کے بعد سوالات کیلئے میرے پاس جو پرچیاں بھیجی گئی تھیں ان میں سے ایک پرچی میں ایک سوال درج تھا کہ دجال کی سواری کیا ہوگی؟ آج کے بیان میں اسی سوال کی وضاحت کروں گا۔

دجال سفید گدھے پر سوار ہوگا

حدیث شریف میں آتا ہے۔

سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ دجال سفید گدھے پر سوار ہوکر آئے گا اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر باع کا فاصلہ ہوگا۔ اور باع ایک ہاتھ کی انگلی سے دوسرے ہاتھ کی انگلی تک کا درمیانی فاصلہ ہوتا ہے۔ الغرض اس کی سواری کے بارے میں ذکر یہی ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہوگا۔

اور حدیث میں لفظ "**حمار اقمر**" کا آیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ کیا اس سے مراد وہی جانور ہے جس کو ہم حیوان ناطق کہتے ہیں۔

ستر باع کا فاصلہ ہو یہ گدھا زمین پر اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں فرمایا تو پھر یہ سوال ہوگا کیا دجال کیلئے اللہ تعالیٰ اسی وقت کوئی خاص گدھا پیدا فرمائیں گے جس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر باع کا فاصلہ ہوگا کیونکہ یہ نسل گدھے کی جو ہمارے ہاں موجود ہے اس میں تو یہ چیز موجود نہیں پھر اس نے گدھے پر سوار ہوکر دنیا کا چکر لگا لینا ہے چالیس دن میں۔ اور یہ گدھے جو ہمارے ہاں پھرتے ہیں یہ تو چالیس دن میں شاید کراچی بھی نہ پہنچ سکیں تو ساری دنیا میں انہوں نے چکر کیا لگانا ہے اس لئے سرور کائنات ﷺ کے دور میں آپ نے آنے والے حالات کو بیان کرنے کے لئے الفاظ وہی استعمال فرمائے ہیں جس کو اس زمانے کے لوگ سمجھ سکتے تھے انہی اصطلاحات میں

بات کی لیکن بعد میں حقیقت اس کی جس طرح سے میں ہر بیان میں کوئی نہ کوئی مثالیں آپ کے سامنے ذکر کرتا ہوں کہ آنے والی ایجادات نے ہمارے سامنے ان چیزوں کے سمجھنے میں بڑی آسانی پیدا کردی نئی نئی ایجادات نے حضور ﷺ نے جو فرمایا تھا اب اس کا سمجھنا بہت آسان ہو گیا ہے اب آپ کے سامنے نئی چیزیں آرہی ہیں ہر بیان میں آپ کے سامنے اس قسم کی باتیں عرض کرتا رہتا ہوں مسجد کی قبلہ والی دیوار میں جنت دوزخ دکھا دی میں نے کہا آج کل یہ ٹی وی اس کی بہترین مثال ہے سمجھانے کے لئے اور ہاتھ میں پکڑا ہوا چابک وہ باتیں کرے گا وہ آج کل کا موبائل ٹیلی فون اور یہ وائرلیس جو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ہوتے ہیں اور جن کا ایریل لمبا سا ہوتا ہے بالکل چابک کی مثال ہے اور وہ باتیں کرتا ہے اس قسم کی مثالیں آپ کے سامنے ہر بیان میں کوئی نہ کوئی آتی رہتی ہیں تو یہ روایات اگرچہ اس درجے کی نہیں کہ جس کو کہا جاتا ہے کہ متفق علیہ روایت ہے یا صحت کے بہت اعلیٰ معیار کی ہے لیکن بہرحال حدیث میں موجود ہے مشکوٰۃ شریف میں بھی ہے باب ذکر دجال میں کہ وہ حمار اقمر پر سوار ہوگا سفید رنگ کا گدھا ہوگا اور اس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر باع کا فاصلہ ہوگا حدیث شریف میں یہ الفاظ موجود ہیں صحابہ کرام ان باتوں کو سن کر ایمان لاتے تھے کہ اللہ کی قدرت سے کوئی چیز بعید نہیں ہم بھی کہتے ہیں اللہ کی قدرت سے کوئی چیز بعید نہیں کہ اس دور میں ایسا گدھا پیدا کردیں جو تیز رفتار بھی ہو اور اس کے دونوں کانوں کے درمیان میں ستر باع کا فاصلہ بھی ہو کوئی بڑی بات نہیں ہے اللہ کی قدرت سے کوئی چیز بعید نہیں تو جس وقت تک وہ دجال آئے گا نہیں اور ہم اس کی سواری دیکھ نہیں لیں گے اس وقت تک ہم کوئی قطعی بات نہیں کرسکتے بلکہ ان الفاظ کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے ظاہر پر ایمان لاتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ حمار اقمر پر وہ سوار ہوگا اور وہ اتنا بڑا گدھا ہوگا اتنا تیز رفتار ہوگا۔

دجال کی سواری کا مصداق دور حاضر کے مطابق

تو سرور کائنات ﷺ کی زبان سب سے سچی زبان ہے اور جس کے وہ رسول ہیں وہ سب قدرتوں کا مالک ہے اپنے رسول کی بات کو سچا ثابت کرے گا تو اس لئے اگر ایسا گدھا پیدا ہو جائے تو یہ اللہ کی قدرت سے کوئی بعید نہیں اس لئے ہم ایمان اسی پر ہی لاتے ہیں لیکن تاویل کے درجہ میں اگر کوئی بات کرنی ہو جس طرح باقی چیزوں میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا رہتا ہوں تو اس میں بھی بعض علماء نے تاویل کے درجہ میں ایک بات کی ہے۔

وہ یہ ہے کہ آج کل جو ہوائی جہاز بنتے ہیں یہ سفید رنگ کے ہوتے ہیں لیکن اس وقت جو ہوائی جہاز ہے یہ آپ کو پتہ ہے کس شکل کا ہوتا ہے؟ کبھی خیال کیا آپ نے ہوائی جہاز کس شکل کا ہوتا ہے؟ عام طور پر یہ مچھلی کی شکل میں ہے یعنی اس کا ماڈل جو ہے یہ مچھلی کی شکل پہ ہے آگے سے موٹا آہستہ آہستہ پیچھے سے پتلا ہوتا چلا جاتا ہے اور اسی طرح اس کے پر ہوتے ہیں جس طرح سے مچھلی کے ہیں اور یہ اڑتے وقت اترتے وقت پر کبھی کھلتے ہیں کبھی بند ہوتے ہیں کبھی دیکھنے کی نوبت آپ کو آئے گی تو معلوم ہوگا اور اس طرح سے پچھلی طرف مچھلی کے پر ہوتے ہیں اسی طرح سے اس کے پیچھے پر ہوتے ہیں اور آگے جس طرح سے وہ بال ہوتے ہیں مچھلی کے تو بعض اوقات اس کے آگے جو پنکھا چلتا ہے اس کی مثال ایسے بن جاتی ہے بہرحال موجودہ جو ہوائی جہاز ہیں ان کے ماڈل اور ان کے نمونے مچھلی کے مطابق ہیں شکل ان کی ایسی ہے اور جو آج کل ہیلی کاپٹر آرہے ہیں اس کی مختلف صورتیں ہیں بعضے بعضے ہیلی کاپٹر اس قسم کے ہیں کہ اگر زمین پر کھڑے ہوں کوئی دور سے انسان دیکھے تو ایسے لگتا ہے جیسے بچھو ہو اور بچھو کی سی شکل معلوم ہوتی ہے زمین پر کھڑے ہونے کی تصویر کبھی آپ دیکھیں تو دیکھتے ہی ان کے متعلق خیال جو دفعتاً آتا ہے تو ایسے لگتا ہے جیسے بچھو کی شکل ہو آپ نے شاید پڑھا سنا ہے یا نہیں ایک جنگی ہیلی کاپٹر ہے جو سواری کے طور پر نہیں بلکہ جنگ میں استعمال ہوتا ہے ہمارے ہاں پاکستان میں بھی ہے وہ ہے کوبرا ہیلی کاپٹر کوبرا کہتے ہیں کالے سانپ

کو...انگریزی میں کوبرا کالے سانپ کو کہتے ہیں وہ سانپ کی شکل کا ہے۔ لمبا سا۔ پتلا سا۔ سیاہ رنگ کا جو اتنا پتلا ہے کہ دو آدمی برابر بڑی مشکل سے بیٹھ سکتے ہیں اور وہ اگر زمین کے اوپر کھڑا ہو تو بلندی سے دیکھا جائے تو ایسے لگتا ہے جیسے کالا ناگ ہوتا ہے اور وہ جنگ میں استعمال ہوتا ہے اس کو کوبرا ہیلی کاپٹر کہتے ہیں یعنی سانپ کی شکل کا تو جس طرح سے یہ سواریاں مختلف ناموں پر بن رہی ہیں اچھا آپ یہ کاریں دیکھتے ہیں کئی کاریں اس قسم کی ہیں۔ کہ جس وقت وہ زمین پر کھڑی ہوتی ہیں اگر ان کو اوپر سے دیکھا جائے تو بالکل مینڈک معلوم ہوتی ہے مینڈک کی شکل کی ہوتی ہیں۔ اب اگر اس وقت کہتے موٹر کار تو اس وقت کے لوگ سمجھ نہ سکتے کہ کار کیا ہوتی ہے ہیلی کاپٹر کیا ہوتا ہے ہوائی جہاز کیا ہوتا ہے۔ اگر اس وقت یہ کہا جاتا کہ مینڈک ہوگی مینڈک جس میں پانچ پانچ آدمی بیٹھ جائیں گے اسی کیا پچاسی کیا نوے سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بھاگے گی تو صحابہ کرام نے تو ایمان لانا تھا بالکل ٹھیک ہے کہ اگر حضور ﷺ فرمارہے ہیں ایسی مینڈک بن جائے گی پیدا ہوجائے گی جس میں لوگ بیٹھیں گے اور اس طرح سے بھاگیں گے اور جب اس دور میں آ کر مینڈک جیسی کار ہمارے سامنے آئی تو پتہ چلا کہ وہ مینڈک نہیں جو پانی میں ہوتی ہے یہ مشینی مینڈک ہے اور اس مشینی مینڈک میں چار پانچ پانچ آدمی بیٹھ سکتے ہیں تو یہ مشینی دور کے اندر آ کر بعضی چیزیں بن رہی ہیں جو مختلف ناموں سے موسوم ہیں اب اگر اس ہیلی کاپٹر کا نام رکھ دیا کالا ناگ ہیلی کاپٹر کوبرا ہیلی کاپٹر تو اگر یہی لفظ پہلے آتا سانپ اس قسم کا ہوگا جو ہوا میں اڑے گا اور اس میں دو دو آدمی بیٹھیں گے اس طرح سے ہوگا تو آج اس کی مراد سمجھنے میں آسانی پیدا ہوجاتی کہ واقعی سانپ کی شکل کی ایسی مشین آ گئی کہ جو ہوا میں اڑتی ہے اور اس کے اندر لوگ سوار ہوتے ہیں تاویل سامنے آ گئی؟ نہیں بلکہ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں۔

جنتیوں کی روحوں کی سواری

حدیث شریف میں جو آتا ہے کہ جنتی جو ہیں ان کی روحیں جنت میں پرندوں کے پیٹ میں سوار ہوں گے اور پرندے ان کو لے کر اڑا کریں گے تو اب ہم اگر اس ظاہری دنیا کے اعتبار سے دیکھتے ہیں تو ہماری عقل میں یہ بات نہیں آتی کہ پرندہ جو ہے اس کے پیٹ میں کیسے گھس جائیں گے اور کئی کئی آدمی اس کے پیٹ میں کیسے بیٹھ جائیں گے؟ اور پرندہ ان کو لے کر کیسے اڑا کرے گا؟ یہ پرندہ کا لفظی معنی پتہ ہے کیا ہوا کرتا ہے۔ پرندہ کہتے ہیں اڑنے والے کو پرندہ کا اڑنا پرد مضارع پرندہ اسم فاعل پرندہ کا لفظی معنی ہے اڑنے والا اور عربی میں اس کے لئے لفظ استعمال ہوتا ہے **طائر** یا **طیارہ** اس لئے ہوائی اڈے کو جہاں سے یہ اڑتے ہیں اسے المطار کہتے ہیں اڑنے کی جگہ اور وہاں حدیث شریف میں لفظ **طائر** کا ہے **طائر**۔ کے بطن میں' طائر کے جوف میں' شہداء کی ارواح ہوں گی اور وہ طائر ان کو لے کر اڑا کرے گا اب اس وقت تو طائر کا معنی یہی سمجھا جاتا تھا جیسے یہ کبوتر اڑے پھرتے ہیں۔

لیکن آپ نے آج طائر اور طیارے اڑتے ہوئے دیکھے کہ نہیں اور پانچ پانچ سو آدمی ان کے پیٹ میں گھسا ہوا ہوتا ہے اور وہ لے کے اڑے پھرتے ہیں اور کہتے ہم انہیں طیارہ ہی ہیں اور ان کے اڑنے کی جگہ کو مطار ہی کہتے ہیں اب یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ ایسے اڑنے والے پرندے بھی ہیں کہ جن کے پیٹوں میں کھڑکیاں کھلتی ہیں اور ان کے اندر متعدد آدمی بیٹھ سکتے ہیں اور بیٹھنے کے بعد وہ ان کو اڑایا کریں گے تو اب ہوائی جہاز کی مثال دیکھنے کے بعد طیارہ میں سوار ہو کر جنت کی سیر کرنے میں کیا اشکال رہ گیا؟

اگر اس مثال کو پیدا ہونے سے پہلے سمجھنے میں دقت تھی تو آج تو کوئی دقت نہیں ہے یہ طیارہ ہی ہے یہ اڑنے والی چیز ہے اس کو طائر ہی کہتے ہیں اور اس کے اڑنے کی جگہ کو مطار کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دی قدرت دی تو اس نے ایسے طیارے بنا لئے کہ جن کے اندر بیٹھ کر لوگ پرواز کرتے ہیں اور سیر کرتے پھرتے ہیں تو اگر اس

طرح سے اللہ تعالیٰ جنت کے اندر کوئی ایسے طیارے کوئی ایسے جہاز بنادے جو جنت والوں کی مرضی کے مطابق اڑیں پھریں اور ان کو اس طرح سے پٹرول نہیں دینا پڑے گا۔ سٹارٹ نہیں کرنے پڑیں گے وہ اس قسم کے ہوں گے کہ جنتیوں کا ارادہ ہی کافی ہے تو جب وہ ارادہ کریں گے تو لے کے اڑ جایا کریں گے جہاں وہ چاہیں گے اتر جایا کریں گے اب اس میں کوئی کسی قسم کا بعد باقی نہیں۔

معراج کی سواری اور اس کی خصوصیات

سرور کائنات ﷺ کو معراج جو کرایا گیا تھا آپ واقعات پڑھتے رہتے ہیں معراج کس جانور پر کرایا گیا تھا؟ براق پر۔

براق کیسی تھی؟ ایسی نہیں تھی جیسی آپ کی چارٹوں پر چھپی ہوتی ہے بدن گھوڑے کا اور شکل عورت کی اور پیچھے سے بدن اس کا گھوڑے کی طرح۔ یہ چارٹ میں چھپی ہوتی ہے کہ نہیں؟ یہ جاہلانہ بات ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں بعضے بعضے چارٹوں کے اندر چھپی ہوتی ہے گھوڑے کے بدن اور شکل عورت کی بنائی ہوئی ہوتی ہے یہ ایسے ہی کسی شیطان کی ذہنی ساخت ہے براق ایسی نہیں تھی براق کے بارے میں حدیث شریف میں آتا ہے کہ حمار سے کچھ بڑا اس کا قد تھا گھوڑے سے کچھ چھوٹی تھی۔ جس طرح سے خچر ہوتی ہے اس قسم کا کوئی جانور تھا باقاعدہ جس کو لگام ڈالی جاتی تھی۔ لگام سے پکڑی جاتی تھی اور حضور ﷺ بیت المقدس میں گئے تو اس کو باندھا ہے جا کر جس طرح سے جانور کو باندھا جاتا ہے۔ تو اس کی رفتار کتنی تھی؟ اس براق کی رفتار کتنی تھی تو حدیث شریف میں آتا ہے ایک قدم اٹھا کر دوسرا قدم حد نظر پر رکھتی تھی جہاں نگاہ جاتی وہاں اس کا ایک قدم جاتا یوں سمجھ لیجئے کہ ایک نظر میں پتہ نہیں کتنے میلوں کا سفر طے کر جاتی تھی بلکہ نشر الطیب میں تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے یہ لکھا کہ اگر اس کا دوسرا قدم حد نگاہ پر تھا تو معلوم ہوا کہ زمین سے آسمان تک ایک ہی قدم پر پہنچ گئی کیونکہ جس وقت زمین سے آسمان کی طرف جھانکیں گے تو نگاہ تو آسمان پر گئی۔ اور اس کا دوسرا قدم

وہاں پڑتا تھا جہاں نگاہ جائے تو ایسے زمین سے آسمان پر ایک قدم میں پہنچ گئی۔ ایسی برق رفتار تھی وہ براق بجلی کی طرح تیز جس طرح سے بجلی جاتی ہے اس طرح سے جاتی تھی بات سمجھے؟ یہ سواری جو اللہ تعالیٰ نے دی تھی حضور ﷺ کو معجزہ تھا کوئی پٹرول بھرنے کی ضرورت نہیں تھی اس کو اسٹارٹ کرنے کی ضرورت نہیں تھی وہ اللہ کی قدرت کے تحت چلتی تھی اور اتنی تیز رفتار چلتی تھی ورنہ آپ نے تو ایسا گھوڑا گدھا نہیں دیکھا جو اتنا برق رفتار ہو کہ ایک قدم اٹھا کے دوسرا قدم وہاں جا کے رکھے کہ جہاں نگاہ پہنچتی ہو یا ایک ایک قدم میں وہ کئی دنوں کئی کئی گھنٹوں کی مسافت طے کر لے سالوں کی مسافت طے کر لے۔ تو یہ اس قسم کا گھوڑا گدھا تو زمین پر موجود نہیں اللہ نے اپنی قدرت کے تحت وہ حضور ﷺ کے لئے سواری بھیجی تھی لیکن میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آج اس مشینی دور میں تیز رفتار سواریوں کا ہمارے سامنے آجانا مثالوں کے ساتھ ان واقعات کا سمجھنا آسان ہو گیا تو جس طرح سے یہ طائر اور طیارہ کی مثال آ گئی کہ آج ہوائی جہاز کے ساتھ آپ پسند کرتے ہیں یہ ہیلی کاپٹر میں نے بتا دیا کہ دیکھنے والوں کو ایسے معلوم ہوتا ہے کبھی ان کی فوٹو دیکھیں تصویر دیکھیں زمین پر اترا ہوا دیکھیں ایسے لگتا ہے جیسے بچھو کی شکل ہے اور بعضی کاریں اس قسم کی ہیں جن کو دیکھ کر ایسے لگتا ہے جیسے مینڈک ہے اور اب جہازوں کے ماڈل اور بھی آنے لگ گئے ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہئے بین الاقوامی اڈے پر آپ اگر دیکھیں گے تو مختلف ملکوں کے مختلف جہاز اترے ہوئے ہوتے ہیں ان کا ماڈل ایک نہیں ہے اب وہ مختلف قسم کے دیکھنے سے ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے دریائی جانور ہے اس قسم کی شکلیں آ رہی ہیں نئے نئے ماڈل آ رہے ہیں جہازوں کے تو عین ممکن ہے یعنی احتمال کے درجے میں تاویل کے درجے میں جب وقت آئے گا تو پتہ چلے گا ہو سکتا ہے کہ کوئی جہاز مچھلی کی شکل کا بنانے کی بجائے گدھے کی شکل کا بن جائے ارے سمجھے؟ گدھے کی شکل کا بن جائے گا تو اس میں کوئی حرج تو نہیں۔ حمار ہی کہیں گے شکل جو گدھے کی ہوگی جیسے کا برا ہیلی کاپٹر کہتے ہیں کالا ناگ

ہیلی کاپٹر اس طرح سے یہ جہاز جو ہوگا مچھلی کی شکل کی بجائے اگر یہ گھوڑے کی شکل کا بن جائے کہ دیکھنے والے کو معلوم ہو کہ یہ گھوڑا ہے اور ہو سفید رنگ کا جیسے کہ ہوائی جہاز سفید رنگ کے ہوتے ہیں باقی رہا اس کے کانوں کے درمیان ستر ستر باع کا فاصلہ تو یہ آج بھی ہے یہ جہاز جو بنتے ہیں ان کے جو پر ہوتے ہیں جو آپ کو کھلے کھلے معلوم ہوتے ہیں یہ اوپر اڑتے ہیں تو آپ کو چھوٹے چھوٹے معلوم ہوتے ہیں یعنی یہ بڑے جہاز جن میں حاجی وغیرہ جاتے ہیں اللہ نے کئی دفعہ توفیق دی اس کے فضل وکرم کے ساتھ موقع ملا پانچ پانچ سو آدمی جس میں سوار ہوتے ہیں بہت بڑے بڑے جہاز اتنے لمبے کہ یہاں بیٹھ کر اس کا دوسرا کنارہ نظر نہیں آتا اتنے چوڑے ہوتے ہیں کہ درمیان میں چار سیٹیں پھر گزرنے کی جگہ ادھر تین سیٹیں ادھر گزرنے کی جگہ ادھر تین سیٹیں دس دس سیٹیں برابر ہوتی ہیں درمیان میں دو رستے ہوتے ہیں گزرنے کے اتنا کھلا ہوتا ہے وہ اور اتنا لمبا ہوتا ہے چالیس چالیس پینتالیس پچاس پچاس لائنیں ہوتی ہیں ساڑھے چار سو پانچ سو آدمی جہاز میں سوار ہوتے ہیں یہ بڑے جہاز جو چلتے ہیں حج کے موقع پر اتنے بڑے بڑے ہوتے ہیں۔

یہ جہاز اتنے بڑے بڑے جو نکل آئے تو ان میں جتنا بڑا جہاز ہوتا ہے ان کا پر اتنا ہی لمبا ہوتا ہے اور جہاز جو ہوتا ہے وہ بالکل ٹائٹ ہوتا ہے اس کا کوئی روشن دان کھلا ہوا نہیں ہوتا اگر روشن دان کھلا ہوا ہو تو پھر باہر کی ہوا اس میں داخل ہو کر اس کو پھاڑ دیتی ہے وہ پھٹ جاتا ہے اگر دروازہ کھل گیا جہاز لیٹ جاتا ہے گر جاتا ہے ایک اتنا سا سوراخ بھی نہیں ہوتا جس سے باہر کی ہوا اندر جائے بالکل یہ ٹائٹ ہوتا ہے باہر کی ہوا اندر نہیں جاسکتی وہ اتنا تیز رفتار ہوتا ہے چھ سو میل سات سو میل اگر باہر کی ہوا اس کے اندر جائے تو جہاز کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے شیشہ کی کھڑکیاں ہیں باہر نظر آتا ہے لیکن وہ سارا ٹائٹ ہوتا ہے ان میں سے ہوا نہیں آتی اب جس وقت بالکل ٹائٹ ہے اور اندر پائلٹ جو بیٹھا ہوا ہے جہاز چلانے والا اس کا رابطہ ہوتا ہے اس اڈے کے

ساتھ بھی جہاں سے وہ اڑا ہے اور اس اڈے کے ساتھ بھی جہاں اس نے اترنا ہے۔ یہاں سے اڑا ہے جہاں اترنا ہے بالکل وہ باتیں کرتا جاتا ہے سنتا جاتا ہے حالات پوچھتا جاتا ہے اور بتاتا جاتا ہے اس کا رابطہ ہوتا ہے اس لئے کوئی کسی قسم کی گڑ بڑ ہوجائے فوراً اطلاع دیتا ہے تو جو اس کے ریڈار ہیں جس کے ذریعے سے اندر بیٹھنے والے کو حالات معلوم ہوتے ہیں باتیں سنتے ہیں یہ ریڈار اس کے ہیں وہ ان پروں کے کناروں پر ہوتے ہیں یہ جو پریوں پھیلے ہوئے ہیں ان کے کناروں پر ہیں ادھر بھی اور ادھر بھی اب مشین جو لگی ہوئی ہے جس کے ذریعے سے باہر کی باتیں وہ اخذ کرتے ہیں باہر کی باتیں اخذ کرنے کے لئے جو مشین ہے وہ پر کے کنارے پر ہو تو وہ جس ذریعے سے سن رہا ہے وہ کان ہی تو ہوتا ہے اور کیا ہوتا ہے جس کے ذریعے سے سنا جائے وہ کان ہی تو ہوتا ہے تو گویا کہ یہ بھی اس کا کان ہے اور دونوں کانوں کے درمیان میں ستر باع فاصلہ تو اب بھی ہے ہوائی جہازوں میں بات سمجھے کہ نہیں؟ یعنی کان جو ہیں یہ سننے کا آلہ ہیں اور ان کے سننے کا آلہ جو ہوا کرتا ہے وہ ان پروں کی انتہا پر ہو تو ستر باع کا فاصلہ دونوں کانوں کے درمیان تو ہوگیا جس سے وہ باتیں سنتے ہیں اس لئے تاویل کے درجے میں موجودہ مشینری دور میں سمجھانے کے لئے یہ بات کہی جاسکتی ہے حقیقت حال اسی وقت معلوم ہوگی جب وہ دجال آجائے گا اور جس سواری پر سوار ہوکر آئے گا دیکھیں گے حقیقت حال اس وقت معلوم ہوگی سرورِ کائنات ﷺ کے ظاہری الفاظ پر ایمان ہے اسی درجہ میں جس درجہ کی روایت ہے اور ہم اس کو ظاہر پر ہی محمول کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں اسی ظاہری الفاظ کے مطابق جو مراد سمجھ میں آرہی ہے اللہ کی قدرت سے کوئی بعید نہیں کہ ایسا جانور پیدا کردے لیکن ہم کہتے ہیں حالات کے تحت اس کی یوں تاویل کرلی جائے تو گنجائش ہے اس تاویل کی مولانا مناظر احسن گیلانی نے سورہ کہف کی تفسیر کے اندر یہی تاویل لکھی ہے جو میں آپ کے سامنے بیان کررہا ہوں مولانا نے سورہ کہف کی تفسیر لکھی ہے اسی نقطہ کے تحت کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو سورہ کہف

جیسے وہ تیس پینتیس سال کا جوان ہوتا ہے تو آنکھوں سے دیکھ لیا کہ یہ موت کیا تھی یہ تو جنت میں جانے کا ایک دروازہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دکھا دیا کہ وہ جوان ہوکر جارہے ہیں یہ بات مولانا منظور نعمانی جو دارالعلوم دیوبند کی شوریٰ کے صدر ہیں انہوں نے لکھی ہے۔تو انہوں نے یہ تاویل ذکر کی ہے کہ تاویل کے درجہ میں یہ بات یوں سمجھی سمجھائی جاسکتی ہے کہ یہ گدھا وہ گدھا نہیں ہوگا جو گدھا گدھی کی نسل سے پیدا ہوتا ہے بلکہ یہ گدھا مشینی گدھا ہوسکتا ہے اور مشینی گدھا ہونے کے اعتبار سے اس کی رفتار بھی تیز ہوسکتی ہے کہ چالیس دنوں میں وہ ساری دنیا میں گھوم جائے اور اسی طرح سے اس کے کانوں کے درمیان بھی اتنا فاصلہ ہوسکتا ہے جتنا حدیث میں آیا ہے کہ ستر باع۔

دجال کی سواری کا صحیح مصداق

تو بہر حال یہ بات اس طرح سے سمجھی جاسکتی ہے سمجھنے میں آسانی ہے۔باقی اس کا صحیح مصداق متعین اسی وقت ہی ہوگا جس وقت کہ وہ خبیث آئے گا پھر دیکھیں گے کہ اس کا گدھا کتنی ٹانگوں والا ہے کان کتنے لمبے لمبے ہیں اس وقت حقیقت سامنے آئے گی لیکن ان الفاظ کو سمجھنے کے لئے یہ تاویل کی جاسکتی ہے جس سے بات کا سمجھنا آسان ہوگیا

حضرت عیسیٰؑ کی سواری

باقی خر کا لفظ جو استعمال کیا گیا ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کی سواری کا جو جانور تھا وہ بھی خر ہی مشہور تھا خر عیسیٰ خر عیسیٰ یہ بطور محاورے کے آتا ہے گلستان میں بھی آپ نے پڑھا ہوگا خر عیسیٰ اگر مکہ برم چو باز آید ہنوز خر باشد کہ عیسیٰ علیہ السلام کے گدھے کو اگر مکہ لے جائیں تو جب واپس آئے گا تو گدھا ہی ہوگا تو عیسیٰ کی صحبت میں رہ کر مکہ جاکر اس میں کوئی تمیز نہیں آئے گی گدھے کا گدھا رہے گا خر عیسیٰ گر استم مکہ برم تو عیسیٰ علیہ السلام کی سواری کا جانور بھی خر ہی مشہور تھا اور دجال کی سواری کا جانور کا نام جو ہے وہ بھی گدھے حمار کے طور پر ہی سامنے آیا